ڈاکٹر طارق محمود

دکنیات کا محقق اوّل: شمس اللہ قادری

The First Researcher of Deccaniyat: Shamsullah Qadri

Dr. Tariq Mehmood, Assistant Professor, Department of Urdu, Government Degree College, Khanewal.

Abstract:

Hyderabad Deccan has been the center of culture, civilization and literature. Garsan Detasi a renowned orientalist, was the first person who made an organized and authentic research on Deccan Literature. A large number of researchers participated in the research of this great literary heritage and made great contributions in Urdu. In this article, has been introduced the contributions of very first researcher Hakim Shams-ullah Qadri has been introduced. He was one of the foremost authors of Hyderabad Deccan, whose articles were published in famous journals of India. He made great contributions in the field of Deccaniyat by editing books and developing organizations and institutions.

بیسویں صدی کے آغاز سے ہی تحقیق وتدوین کا بھرپور دور شروع ہوتا ہے، اُردو میں ادبی تحقیق کا آغاز عمومی طور پر تذکروں سے کیا جاتا ہے جو ایک حد تک معلوماتی ماخذ کے طور پر استعمال ہوتے رہے۔ انیسویں صدی میں دکنیات کے تعارف کی ابتدائی صورت بھی یہ تذکرے ہی رہے۔ جن میں جنوبی ہند کے شعراؑ کا ذکر بہر طور شامل رہا چاہے وہ تذکرے شمال میں ہی کیوں نہ لکھے گئے ہوں۔ ان تذکروں کے بعد ''آبِ حیات'' [1] ایک بہتر ادبی تاریخ کے طور پر علمی و ادبی حلقوں میں متعارف ہوئی جس میں عہد بہ عہد ادب کی ترقیوں اور تبدیلیوں کے ذکر کو موثر انداز میں پیش کیا گیا۔ اسی طرح شمس اللہ قادری کی تاریخِ ادب ''اُردوئے قدیم'' [2] جنوبی ہند کی علمی و ادبی روایت کے حوالے سے ایک بنیادی ماخذ کی حیثیت میں سامنے آئی۔ دکنیات سے متعلق تحقیقات کا آغاز مشہور مشترق گارسان دتاسی سے ہوتا ہے۔ انھوں نے ولی دکنی کے دیوان کو ایڈٹ کرنے کے ساتھ اُردو ادب کے مختلف گوشوں پر مشتمل مستقل و منظّم کام کیا۔ انیسویں صدی

میں دکنیات سے متعلق چند کتب ''دکنی اتوار سہیلی'' ، ''پنچھی باچھا'' ، ''اور ہشت بہشت'' ۴؎ منظرعام پر آئیں۔ اس طرح دکنی اُردو کے نقوش تلاش کرنے اور ترتیب دینے کا سلسلہ شروع ہوا جس سے نہ صرف اُردو ادب و تاریخ کے ذخیرے میں اضافہ ہوا بلکہ دکنی ادب کی اہمیت بڑھنے کے ساتھ اُردو ادب کی تاریخ کو نئی وسعتوں، نئی پنہائیوں اور نئی جہت سے آشنائی حاصل ہوئی۔

حیدرآباد دکن ہمیشہ ہی علمی و ادبی سرگرمیوں کا مرکز رہا ہے۔ جہاں شاہانِ وقت نے علم و ادب کی سرپرستی سے ایسا ماحول پیدا کیا جس کے باعث علمی میدان میں دلچسپی رکھنے والے افرد کو کھل کر اپنی صلاحیتوں کے اظہار کا موقع ملا۔ شمس اللہ قادری ۵؎ کا شمار بھی ایسے ہی مشاہیر میں ہوتا ہے۔ جنھوں نے اپنی ذاتی دل چسپی، شوق اور لگن سے نہ صرف دکنیات کے مطالعہ کو ادب کی باقاعدہ روایت بنا دیا بلکہ متنوع موضوعات پر ابتدائی اور موثر تحقیقی و تدوینی مضامین لکھ کر تحقیق کے لیے ایک مشعل راہ باہم پہنچائی۔ ان کا شمار ایسے بالغ النظر محققین و مورخین میں ہوتا ہے جنھوں نے اپنی محققانہ صلاحیتوں سے اُردو تاریخ نویسی کو نئی طرز عطا کی۔ دیگر علوم وفنون سے گہری واقفیت نے تاریخ نگاری میں گہرائی اور صحیح نتائج تک پہنچنے کی وہ صلاحیت پیدا کر دی جو انھیں عام مورخین سے جدا کرتی ہے۔

قدیم ادب پر تحقیقی کام کی ابتداء تو ضرور گارسان دتاسی کی ابتدائی کوششوں کے باعث ہوئی تاہم اسے مستقل موضوع کی شکل شمس اللہ قادری نے عطا کی۔ ایک مورخ، محقق ماہرِ آثارِ قدیمہ، ماہر سکہ جات، ایڈیٹر، مترجم اور مؤلف کی حیثیت سے انھوں نے سب ہی اطراف ادب میں کارہائے نمایاں سرانجام دیے۔ دکنی زبان و ادب کی تاریخ علمی و ادبی اور متعدد مضامین، تاریخ نویسی، مخطوطہ شناسی، وضاحتی فہارس کتب و مخطوطات ایسے میدان بہ طور خاص اہم ہیں۔ تحقیق کے لیے مخطوطہ شناس کی اہمیت کو سب سے پہلے شمس اللہ قادری نے محسوس کیا کیونکہ ان کا موضوع تاریخ رہا۔ اسی لیے شاید انھوں نے اس فن کی طرف توجہ دی۔

شمس اللہ قادری حیدرآباد دکن کے وہ پہلے شخص تھے جنھوں نے قدیم دکنی ادب کے موضوع پر پہلا تحقیقی و تعارفی مضمون ۶؎ لکھا جس میں جنوبی ہند کے بہت سے شعراء کی پہلی بار ایک موثر انداز سے علمی و ادبی حلقوں میں متعارف کروایا۔ یہی مضمون ''اُردوئے قدیم'' ایسے مبسوط مطالعے کی بنیادیں، جو ان کی اہم ترین تحقیقی کتاب شمار ہوتی ہے۔ اُردو زبان کے آغاز وارتقاء اور اس کے ابتدائی دور کے لکھنے والوں کے بارے میں تحقیقی اور مستند معلومات کے

علاوہ اس میں قدیم تحریروں کے نمونے بھی دیے گئے ہیں۔ زبان اُردو اور اس کی نظم و نثر کی ابتدائی تاریخ خصوصاً دکنی دور سے متعلق قابلِ اعتماد معلومات پر مشتمل یہ پہلی تحقیقی کتاب تھی جو اُردو میں لکھی گئی اور بعد کے ہر محققِ زبان نے اس سے فائدہ اٹھایا ۷۔ زبان وادب کی تاریخ کے غیر معلوم گوشوں کی دریافت، سکہ جات کی تلاش، آثارِ قدیمہ کے تحفظ اور قدیم شعراء کے حالات کے تعین کے لیے انھوں نے جس قدرت محنت، جاں فشانی اور لگن سے کام لیا وہ اپنی جگہ ایک نادر مثال ہے۔ انھوں نے ادب اور تاریخ کے موضوع پر بے شمار مضامین تحریر کیے جو ہندوستان کے موقر جرائد میں شایع ہوتے رہے ۸۔ وہ حیدرآباد کے سب سے پرانے مضمون نگار تھے اور غالباً حیدرآبادی مضمون نگاروں میں وہ پہلے ہیں جو ہندوستان کے اچھے اور معیاری پرچوں میں تحقیقی مضامین لکھتے رہے۔ ۹

شمس اللہ قادری تاریخ سے گہرا شغف رکھنے والے وسیع المطالعہ شخص تھے۔ ان کے اپنے کتب خانے میں تاریخ پر سینکڑوں کتابیں موجود تھیں جو ان کے مطالعہ میں رہیں جس کا اظہار انھوں نے اپنی کتابوں اور متعدد مضامین ۱۰ میں کیا جو ان کی تاریخ سے غیر معمولی دلچسپی کا واضح ثبوت ہیں۔ یہ حقیقت بھی تسلیم کہ دکن کی تاریخ کے مختلف گوشوں کو انھوں نے نئی زندگی عطا کی اور مختلف تاریخی ادوار کو اپنی محنت اور لگن سے محفوظ کر دیا۔ تاریخ سے ان کی گہری دلچسپی اور شغف کی روشن مثال ان کا جاری کردہ رسالہ ''تاریخ'' ۱۱ ہے۔ جو اپنے معیار، پیش کش اور تاریخ سے متعلق مستند مضامین کے باعث اپنے دور کا سب سے اہم رسالہ تھا۔ اس رسالہ میں اکثر مضامین تاریخ سے متعلق ہوتے تھے اس میں شایع ہونے والے مضامین بہ طور سند استعمال ہوتے تھے شمس اللہ قادری کے مضامین کے علاوہ دیگر اہم مشاہیر کے مضامین بھی اس میں شایع ہوتے رہے۔ مختلف اقوام، دکنی تہذیب وتمدن، اسلامی سکہ جات کے بارے میں مکمل معلومات ان کے علم وفضل ہی کا نتیجہ ہے۔ انھوں نے شیخ زین الدین بھری کی کتاب ''تحفۃ المجاہدین''۔ جو ملیبار کے مسلمانوں کی ابتدائی عربی تاریخ ہے کا ترجمہ کیا ۱۲ اس تاریخ میں پرتگیزوں کے حملوں اور ان کے مظالم کو بیان کیا گیا ہے۔ بہ حیثیت مورخ، مترجم اور ایڈیٹر ان کی سب ہی کوششیں لائقِ تحسین ہیں۔

شمس اللہ قادری کے مضامین اور کتبِ تاریخ سے گہرے شغف کے باعث زبان و بیان کی خوبیوں کے برعکس تحقیق و علمیت کا مرقع نظر آتے ہیں۔ انھوں نے ٹھوس علمی و تحقیقی کاموں کے ذریعے جہاں اپنا لوہا منوایا وہیں مختلف اداروں کے قیام اور ان کے لیے بھرپور کوششوں سے

علمی و تحقیقی معاملات میں اپنا بھر پور کردار ادا کیا۔ دکنی زبان و ادب اور تاریخی ورثہ کو محفوظ کرنے اور رواج دینے کے لیے انھوں نے ایسے اداروں کے قیام پر زور دیا جو خالصتاً ان مقاصد کے حصول میں معاون و مددگار ہو سکیں۔ بلاشبہ جامعہ عثمانیہ ۱۴؎ انھی کی ابتدائی کوششوں کا عملی نتیجہ ہے، جدید علوم و فنون کے لیے اُردو ذریعۂ تعلیم کا خواب اسی جامعہ کی وجہ سے شرمندۂ تعبیر ہوا۔ اس جامعہ کی وجہ سے پڑنے والے مثبت اثرات دکن کی علمی و ادبی اور سماجی زندگی پر واضح طور پر دیکھے جا سکتے ہیں۔ شمس اللہ قادری اس جامعہ کے ایک ذیلی ادارے ''دار الترجمہ'' کی کمیٹی ''وضع اصطلاحات'' کے سرگرم کارکن رہے اور کئی سال تک دوسری زبانوں کی نادر و نایاب کتب کو اُردو کے قالب میں ڈھالنے کے لیے معاونت کرتے رہے۔ شمس اللہ قادری کا ایک اور کارنامہ نواب لطیف الدولہ ۱۵؎ کی یاد تازہ رکھنے کے لیے ایک کمیٹی کی تشکیل تھی۔ بعد ازاں ۱۹۴۰ء میں اس کمیٹی کا نام ''لطف الدولہ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ'' رکھا گیا۔ اس ادارے نے تاریخ دکن کے حوالہ سے انتہائی اہم خدمات سرانجام دیں اور ساتھ ہی اسلامی ادبیات کی نمایندہ کتب بھی شایع کی گئیں۔ شمس اللہ قادری کی بھی چند کتابیں اس ادارے کی جانب سے شایع ہوئیں۔ اسلامی روایات کو زندہ رکھنے میں اس ادارے نے مثالی کردار ادا کیا۔

حیدر آباد دکن قدیم آثار کے حوالہ سے انتہائی اہم خطّہ ہے۔ یہاں ہجری عہد سے لے کر تہذیب اسلامی کے ہر دور کی یادگاریں موجود ہیں، آثار کی کثرت، نوعیت اور عظمت کے لحاظ سے ہندوستان کا کوئی صوبہ حیدر آباد کی برابری نہیں کر سکتا۔ بلکہ کہا جا سکتا ہے کہ ریاست حیدر آباد اثری خزانوں کے لحاظ سے دنیا کے کسی خطہ سے کم نہ تھی۔ شمس اللہ قادری نے دکن آرکیالوجیکل سوسائٹی کے نام سے ایک انجمن (۱۹۱۱) میں قائم کی۔ جس نے آثار قدیمہ کے تحفظ کے لیے انتہائی اہم خدمات سرانجام دیں بعد ازاں میر عثمان علی خاں کی سرپرستی، ڈاکٹر وگیل کی دل چسپی، شمس اللہ قادری کی کوششوں اور مسٹر فریزر کی تائید و حمایت سے حیدر آباد میں محکمہ آثار قدیمہ ۱۶؎ قائم ہو گیا۔ یوں اعلیٰ حضرت واقدس خلد اللہ ملکہ وسلطانہ کے عہد تمنیت مہد میں دکن کے قدیم آثار کی تحقیق اور ان کا تحفظ ایک عظیم الشان کارنامہ ہے۔ ۱۷؎ آثار کے تحفظ اور نگہداشت کا جو معیار اس محکمہ میں قایم رکھا گیا وہ بے مثال تھا۔ جس سے حیدر آباد کی تہذیبی اور تمدنی زندگی کے بے شمار نقوش واضح ہوئے۔ شمس اللہ قادری ماہرِ آثار کے ساتھ ماہرِ مسکوکات کے طور پر بھی خاص شہرت رکھتے تھے۔ انھوں نے قدیم سکہ جات کی تلاش کے ساتھ اس موضوع

پر پُر مغز مضامین بھی لکھے جو ہندوستان کے عجائبِ روزگار سکوں پر اہم دستاویز کی حیثیت رکھتے ہیں انھی خدمات کے باعث انھیں ''نو سمائیٹک سوسائٹی'' کی جانب سے ڈاکٹر وائٹ ہیڈ نے جنوبی ہند کے اسلامی سکہ جات کا ماہر مقرر کیا۔ [۱۸] جس سے جنوبی ہند کے اسلامی سکہ جات کے حوالہ سے انتہائی اہم اور موثر معلومات میسر آئیں۔

شمس اللہ قادری نے تصنیف و تالیف اور تحقیق و تفتیش کے میدان میں جو نام وری حاصل کی وہ بہت کم لوگوں کو میسر آئی ہے جس میں ان کے خلوص کے سوا کوئی اور فائدہ یا غرض شامل نہیں رہی اور نہ وہ سرکار کی طرف سے کسی اعلیٰ عہدے پر فائز رہے۔ تاریخ، آثارِ قدیمہ اور مسکوکات کے علاوہ اُردو اور فارسی زبان و ادب [۱۹] پر ان کے تحقیقی مقالے قدر کی نگاہ سے دیکھے گئے۔ قدیم دکنی ادب کی تلاش اور ترویج کے سلسلہ کا جو بیڑا انھوں نے اٹھایا تھا بعد ازاں نہ صرف ایک موضوع کی شکل اختیار کر گیا بلکہ محققین کی کثیر تعداد [۲۰] نے ان کی اس روایت کو بہ خوبی نبھایا اور دکنی ادب کے شہ پاروں کو اپنے پُر مغز مقدمات اور تحقیقی و تدوینی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے کامیاب کوشس کی شکل میں پیش کیا۔ انھوں نے بڑی محنت اور عرق ریزی سے قدیم ادب سے متعلق معلومات جمع کیں۔ شمس اللہ قادری کی خدمات کا دائرہ انتہائی وسیع ہے جس کی ہر جہت ایک وسیع مقالے کی متقاضی ہے۔ بہر حال انھوں نے ادبی، سماجی اور معاشرتی حوالوں سے جس قدر بھی کام کیے ان میں ان کی سنجیدہ فکر، مدلّل رویہ اور مطالعے کی گہرائی کو بہ خوبی جانچا جا سکتا ہے۔ قدیم ادب کے نقیب کی حیثیت سے انھیں ہمیشہ اوّلیت حاصل رہے گی۔ قدیم ادب سے متعلق ان کی خدمات کے باعث انھیں دکنی ادب کے محققِ اوّل ہونے کا منفرد اعزاز بھی حاصل ہے۔ یہ حقیقت بھی تسلیم کرنا ہوگی کہ دکنی ادب و تاریخ کے احیاء کی کوشش کے مقصد میں وہ پوری طرح کامیاب ہوئے۔ اس جانب نہ صرف انھوں نے پہلے پہل توجہ دی بلکہ اس سلسلہ کو با قاعدہ تحریک کی صورت میں بدل دیا۔ دکنی ادب کو تلاش کرنے کی جس روایت کا آغاز انھوں نے کیا اس کے اثرات آج کے دور میں بھی باقی ہیں۔

شمس اللہ قادری کی تحقیقات اگرچہ ان کی مستقل تصانیف و تالیفات کی صورت میں موجود ہیں۔ لیکن مقالات بھی ایک بڑی تعداد میں انھوں نے یادگار چھوڑے ہیں، جن میں علمی اور تحقیقی اعتبار سے بے حد وقعت اور اہمیت حاصل ہے۔ یہاں ذیل میں ان مقالات کی فہرست درج کی جاتی ہے، جو شمس اللہ قادری کے مطالعات اور تحقیقات کے تنوع اور معیار کے بھی مظہر ہیں:

فہرست مضامین: حکیم شمس اللہ قادری

۱۔	چار مینار اور مکہ مسجد	فروری ۱۹۰۹ء	مخزن (لاہور)
۲۔	دولت بیجانگر	جولائی ۱۹۰۹ء	مخزن (لاہور)
۳۔	تقویم العرب قبل الاسلام	فروری ۱۹۱۰ء	مخزن (لاہور)
۴۔	طوطا کہانی	جولائی ۱۹۱۰ء	مخزن (لاہور)
۵۔	سکہ جات سلاطین گجرات	اگست ۱۹۱۱ء	تمدن (دہلی)
۶۔	صلاح الدین	ستمبر ۱۹۱۱ء	تمدن (دہلی)
۷۔	حیدر آباد	اکتوبر ۱۹۱۲ء	تمدن (دہلی)
۸۔	آل کاکویہ کے درہم و دینار	جون ۱۹۱۳ء	زمانہ (کان پور)
۹۔	رُودِ نیل	مئی ۱۹۱۴ء	تمدن (دہلی)
۱۰۔	سلاجقہ روم کے نقری سکہ جات	فروری ۱۹۱۵ء	تمدن (دہلی)
۱۱۔	دیوان مخفی	مئی ۱۹۱۸ء	زمانہ (کان پور)
۱۲۔	نارمن بادشاہوں صقلیہ کے سکہ جات	اگست ۱۹۱۸ء	زمانہ (کان پور)
۱۳۔	جنگ فیلان (حصہ اوّل)	جنوری ۱۹۲۰ء	زمانہ (کان پور)
۱۴۔	جنگ فیلان (حصہ دوم)	فروری ۱۹۲۰ء	زمانہ (کان پور)
۱۵۔	گلشن راز	جولائی ۱۹۲۲ء	زمانہ (کان پور)
۱۶۔	مقبرہ شہنشاہ اکبر	جنوری ۱۹۲۳ء	زمانہ (کان پور)
۱۷۔	نقود اسلامیہ	مئی ۱۹۲۴ء	تاج (حیدر آباد دکن)
۱۸۔	سلطنت بہمنیہ کا پانچواں بادشاہ	جون ۱۹۲۴ء	تاج (حیدر آباد دکن)
۱۹۔	ہون	ستمبر ۱۹۲۴ء	تاج (حیدر آباد دکن)
۲۰۔	مجالس العشاق	اپریل ۱۹۲۵ء	اُردو (اورنگ آباد)
۲۱۔	فارسی ادب کی تاریخ ۱۲	فروری ۱۹۲۷ء	اورینٹل کالج میگزین
۲۲۔	شاہ نامہ کا دیباچہ قدیم	اپریل ۱۹۲۷ء	اُردو (اورنگ آباد)
۲۳۔	سکہ جات ٹیپو سلطان	جون ۱۹۲۸ء	مجلہ عثمانیہ (حیدر آباد دکن)

۲۴۔	جواہرالعجائب	جولائی ۱۹۲۸ء	اُردو (اورنگ آباد)
۲۵۔	دیباچہ قدیم شاہ نامہ	جولائی ۱۹۲۸ء	اُردو (اورنگ آباد)
۲۶۔	سلاطین مغلیہ کے دارالضرب	اکتوبر ۱۹۲۸ء	زمانہ (کان پور)
۲۷۔	مملکتِ آصفیہ ۱۱۴۷۔۱۱۶۰ء	جنوری ۱۹۲۹ء	تاریخ (حیدرآباد دکن)
۲۸۔	سیّد معصوم نامی	جنوری ۱۹۲۹ء	تاریخ (حیدرآباد دکن)
۲۹۔	بحرالفضائل فی منافع الافضل	مارچ ۱۹۲۹ء	زمانہ (کان پور)
۳۰۔	ملیبار سے عربوں کے تعلقات	اپریل، جون ۱۹۲۹ء	تاریخ (حیدرآباد دکن)
۳۱۔	دکن کی علمی ترقیاں (حصہ اوّل)	اپریل، جون ۱۹۲۹ء	تاریخ (حیدرآباد دکن)
۳۲۔	دکن کی علمی ترقیاں (حصہ دوم)	اکتوبر، دسمبر ۱۹۳۰ء	تاریخ (حیدرآباد دکن)
۳۳۔	سواحل ملیبار میں اشاعتِ اسلام	جنوری، مارچ ۱۹۳۱ء	تاریخ (حیدرآباد دکن)
۳۴۔	تطبیق سنین ہجری وعیسوی	جنوری ۱۹۳۴ء	زمانہ (کان پور)
۳۵۔	شہنشاہ بابر کے سکے	جون ۱۹۴۰ء	تاریخ (حیدرآباد دکن)
۳۶۔	شیخ شہاب الدین سہروری	جون ۱۹۴۰ء	تاریخ (حیدرآباد دکن)
۳۷۔	سلاطین کلوہ	جون ۱۹۴۰ء	تاریخ (حیدرآباد دکن)
۳۸۔	مہم ارکاٹ	جون ۱۹۴۰ء	ہندوستانی (الہٰ آباد)
۳۹۔	تاریخ ادبیات اُردو کے قابل استنادو مصادور	اکتوبر ۱۹۴۰ء	ہندوستانی (الہٰ آباد)
۴۰۔	صوفیائے اسلام کی پہلی تاریخی تصنیف	۱۹۴۱ء	ہندوستانی (الہٰ آباد)

حواشی وحوالہ جات

۱۔ ''آبِ حیات'' اُردو کی پہلی ادبی تاریخ ہونے کے حوالہ سے آج بھی مشہور ومعروف ہے۔ اس کا پہلا ایڈیشن لاہور، وکٹوریہ پریس سے ۱۸۸۰ء میں شایع ہوا۔ اس کتاب کے متعدد ایڈیشن شایع ہو چکے ہیں۔

۲۔ ''اُردوئے قدیم'' شمس اللہ قادری کی انتہائی اہم تحقیقی کاوش ہے۔ جس کا غالب حصہ جنوبی ہند/ دکنی ادب کی تاریخ پر مشتمل ہے یہ کتاب پہلی بار رسالہ ''تاج'' (حیدرآباد دکن) کے اُردوئے قدیم نمبر (جنوری، فروری ۱۹۲۵/۱۳۴۳ھ) کی جلد۲ کے شمارہ نمبر۴، ۵، ۶ میں صفحہ نمبر۱ سے ۱۸۸ تک شایع ہوئی۔ بعدازاں یہ کتاب

سویرا آرٹ پریس لاہور سے ۱۹۵۴ء جنرل پبلشنگ ہاؤس کراچی سے ۱۹۶۳ء، نول کشور لکھنؤ سے ۱۹۶۷ء میں شایع ہوئی۔ یہ کتاب قدیم دکنی ادبی روایات کے مستند ماخذ کے طور پر یکساں مقبول رہی اور ہے۔

۳۔ دکنیات میں ابتدائی تحقیقی کام گارساں و تاسی نے انجام دیا۔ انھوں نے پہلے پہلے ۱۸۳۱ء میں پیرس سے ولی دکنی کا دیوان ایڈٹ کر کے شایع کیا۔ اس کے بعد ہندوستانی ادب کی تاریخ ۱۸۳۹ء میں ''تاریخِ ادبیات ہندوی و ہندوستانی'' کے نام سے شایع کی۔ ۱۹۴۶ء میں اس کا دوسرا ایڈیشن دو جلدوں پر مشتمل اور ۱۸۷۰ء میں اس کا تیسرا ایڈیشن تین جلدوں پر مشتمل شایع کیا جس میں دکنی شعراء کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔

۴۔ انیسویں صدی میں دکنیات سے متعلق چند کتب دکنی ''انوار سہلی'' از ابراہیم بے جاپوری (۱۸۲۴ء) میں، ''پنچھی باچھا'' از وجیہہ الدین وجدی ۱۸۲۹ء میں اور ''ہشت بہشت'' از اورج باقر آگاہ ۱۸۵۷ء میں منظر عام پر آئیں ان تحقیقی و تدوینی کتب نے قدیم ادب کی تلاش کے ذوق وشوق کو بڑھایا۔

۵۔ حکیم شمس اللہ قادری ۵ نومبر ۱۸۸۰ء کو لال باغ حیدرآباد دکن میں پیدا ہوئے آپ کے آباؤاجداد شہنشاہ اکبر کے دور میں بغداد سے ترک وطن کر کے ہندوستان آئے اور دہلی کو اپنا مسکن بنایا۔ ان کا سلسلہ نسب سینتیس (۳۷) واسطوں سے حضرت پیران پیر سیدنا محی الدین عبدالقادر جیلانی تک پہنچتا ہے۔ انھوں نے کسی مکتب سے باقاعدہ تعلیم حاصل نہیں بلکہ اپنے والد کے دوستوں غلام قادر گرامی مولانا نذیر حسین محدث دہلوی، ماسٹر رام چندر، مولانا عبدالوہاب انصاری اور علمی و تحقیقی تربیت ڈاکٹر ونشی کانت چٹو پادھیا کے فیض صحبت سے حاصل کی زبان و ادب اور تاریخ کے میدان میں بے شمار کامیابیاں حاصل کی اور ۱۹۵۳ء میں اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔

۶۔ قدیم شعرائے اُردو کے عنوان سے شمس اللہ قادری کا ایک مضمون لکھنؤ کے ایک رسالہ ''لسان العصر'' تین شماروں (اپریل، مئی، جون ۱۹۱۰ء) میں شایع ہوا۔ اس مضمون میں انھوں نے دکنی ادب کے احیاء کی کامیاب کوشش کی اور عادل شاہی، قطب شاہی دور کے اہم شعراء (سعدی، نصرتی، ہاشمی، شیوا اور قطب شاہی دور کے ملا نوری، غواصی، نصرتی اور تیسرے حصے میں عاجز، وجدی اور ولی کے حالات اور شاعری کے حوالہ سے اہم معلومات بہم پہنچانے کے ساتھ دکنی ادب کی روایت کو بھی زندہ کیا۔

۷۔ شمس الدین صدیقی، حکیم شمس اللہ قادری مشمولہ تاریخِ ادبیاتِ مسلمانانِ پاکستان و ہند جلد ۱۰، ۱۹۷۲ء، ص ۱۹۲۔

۸۔ شمس اللہ قادری ایک ماہر مضمون نگار تھے۔ ان کے مضامین مخزن (لاہور)، تمدن (دہلی)، زمانہ (کان پور)، تاج (حیدرآباد دکن) اور (اورنگ آباد)، اورینٹل کالج میگزین (لاہور)، ہندوستان (الہٰ آباد)، تاریخ (حیدرآباد دکن)، میں تواتر سے شایع ہوتے رہے۔

۹۔ تمکین کاظمی، حکیم شمس اللہ قادری، مشمولہ نقوش (شخصیات نمبر)، ص ۱۲۹۲ء۔

۱۰۔ تاریخ ان کا پسندیدہ موضوع رہا۔ انھوں نے کئی کتابیں ''مورخینِ ہند'' (۱۹۳۲ء)، ''مورخین دکن'' (۱۹۳۰ء)، ''ملیبار'' (۱۹۳۰ء)، ''امرائے پائیگاہ'' (۱۹۴۰ء) ''نقود اسلامیہ'' (۱۹۲۴ء)، ''آثار الکرام'' (۱۹۲۸ء)، ''سلاطین ہر'' (۱۹۲۸ء)، ''امرائے آصفیہ'' (۱۹۳۹ء)، ''تجارت العرب قبل الاسلام''

(۱۹۰۶ء)، وغیرہ شائع ہوئیں ان کے علاوہ بہت سے مضامین سکہ جات سلاطین گجرات (تمدن ۱۹۱۱ء)، مقبرہ شہنشاہ اکبر (زمانہ ۱۹۲۳ء)، نقود اسلامیہ تاج (۱۹۲۴ء)، سکہ جات ٹیپو سلطان (مجلّہ عثمانیہ ۱۹۲۸ء) میں ملیبار سے عربوں کے تعلقات (تاریخ ۱۹۲۹ء)، سلاطین مغلیہ کے دارالعرب (زمانہ ۱۹۲۸ء)، وغیرہ شائع ہوئے۔

۱۱۔ رسالہ ''تاریخ'' کا پہلا شمارہ جنوری ۱۹۲۹ء میں شائع ہوا۔ اس کے ایڈیٹر شمس اللہ قادری اور اسسٹنٹ ایڈیٹر ان کے بیٹے سید احمد اللہ قادری ہے۔ یہ رسالہ نواب لطیف الدولہ اورینٹل ریسرچ انسٹیٹیوٹ کے زیرِ انتظام شائع ہوتا تھا۔ اس رسالہ میں تاریخ کے موضوع پر انتہائی معیار مضامین پیش کیے گئے جنھیں شمس اللہ قادری اور دیگر مشاہیر تحریر کرتے تھے۔ اس رسالہ میں شائع ہونے والے مضامین اپنے موضوع اور تحقیقی معیار کے باعث سند کا درجہ رکھتے تھے۔ اس پائے کا رسالہ شاید ہی اس دور میں کہیں سے نکلتا ہو/ جاری ہو سکا ہو۔

۱۲۔ ''تحفۃ المجاہدین'' ملیبار کے مسلمانوں کی مشہور معروف عربی تاریخ ہے۔ اسے ۹۹۴ھ میں حضرت شیخ زین الدین بصری نے تحریر کیا۔ اس کا عربی متن رسالہ ''تاریخ'' کی جلد دوم کے شمارہ ۱۸ اکتوبر، دسمبر ۱۹۳۰ء میں شائع ہوا اور اسے شمس اللہ قادری نے اُردو میں ترجمہ کر کے ''رسالۂ تاریخ'' کی جلد ۲، شمارہ ۵، ۶، ۷ اور جلد ۳ کے شمارہ ۹ جنوری/ مارچ ۱۹۳۱ء میں شائع کیا۔ اس کا انگریزی ترجمہ میجر رولینڈسن (Rewlandson) لندن نے ۱۸۳۳ء اور پرتگیزی زبان میں پروفیسر ڈیوڈلپز (D-Lopes) نے ۱۸۹۸ء میں کیا جو بہترین سے شائع ہوا۔

۱۳۔ جامعہ عثمانیہ، حیدرآباد دکن کا قیام ۵، اگست ۱۹۱۸ء کو عمل میں آیا۔ یہ نہ صرف حیدرآباد بلکہ ہندوستان کی پہلی درس گاہ تھی جہاں تمام مضامین کی تعلیم اُردو میں دی جاتی تھی۔ اس جامعہ کے قیام سے مسلمانوں کی نشاۃ الثانیہ کا آغاز ہوا اور اس کے اثرات روزمرہ زندگی کے سب ہی شعبوں پر یکساں پڑے۔

۱۴۔ اُردو زبان کی بنیادوں کو مستحکم کرنے میں اس ادارے نے اہم کردار ادا کیا، ۱۶ ستمبر ۱۹۱۷ء کو اس ادارے کا قیام عمل میں آیا۔ شمس اللہ قادری سمیت متعدد مشاہیر مولوی عبدالحق، مولوی عبداللہ عمادی، مولوی ابوالخیر مودودی، وحید الدین سلیم اس سے وابستہ رہے مختلف علوم نفسیات، تاریخ وجغرافیہ، سیاسیات، معاشیات، ہندوستانی تاریخ علم ہندسہ، سرجری وغیرہ کی بے شمار کتابیں مختلف زبانوں سے اُردو میں ترجمہ کی گئیں۔

۱۵۔ نواب لطف الدولہ بہادر (۱۸۸۲ء۔ ۱۹۳۶ء) نواب ظفر جنگ کے بڑے بیٹے اور نواب سرخورشید جاہ بہادر کے پوتے تھے۔ انھوں نے سیاسی، سماجی حوالوں سے حیدرآباد کی انتہائی خدمت کی۔ اس ادارہ کا قیام شمس اللہ قادری کی ذاتی مساعی کی وجہ سے ممکن ہوا۔ اس انسٹی ٹیوٹ کی جانب سے مختلف کتابیں شجرہ آصفیہ (۱۹۳۸ء) نواب سید لشکر خاں امرائے پائیگاہ اور قاموس الاعلام (۱۹۳۵ء) شائع ہوئیں (قاموس الاعلام اُردو میں انسائیکلو پیڈیا ترتیب دینے کی اولین کوشش ہے۔)

۱۶۔ محکمہ آثار قدیمہ ۱۹۱۴ء میں قائم ہوا۔ اس محکمہ نے حیدرآباد میں موجود قدیم تاریخی آثار کو بچانے اور محفوظ رکھنے میں انتہائی اہم کردار ادا کیا۔ یہ ادارہ میر عثمان علی خاں آصف سابع کی ذاتی دل چسپی کے باعث قائم ہوا اور انھوں نے آثار کی حفاظت کے لیے ملکی اور غیر ملکی ماہرین کی زیر نگرانی خطیر رقم خرچ کی۔

۱۷۔ غلام یزدانی، سررشتہ آثار قدیم کا قیام اور ترقی فروری ۱۳۴۵ف (تمہید)
۱۸۔ احمد علی میر ''حکیم شمس اللہ قادری، حیدرآباد، لطف الدولہ اورینٹل ریسرچ انسٹیٹیوٹ، جنوری ۱۹۷۰ء، ص ۱۶۔
۱۹۔ شمس اللہ قادری کا ایک مضمون ''فارسی ادب کی تاریخ'' کے عنوان سے فروری ۱۹۲۷ء میں اورینٹل کالج میگزین میں شائع ہوا۔ انھوں نے فارسی تواریخ کے سلسلہ ۱۰۸ سے ۱۳۵ تک کو آگے بڑھایا۔ بعد ازاں دوسرے مضمون مطبوعہ اگست ۱۹۲۹ء جلد ۵ عدد ۴ میں مزید ۱۳۶ سے ۱۴۲ تک فارسی ادب کی تواریخ کے بارے میں معلومات بہم پہنچائی۔ یہ دونوں مضامین مدیر مجلّہ کے ''فارسی ادب کی تاریخ'' کے حوالہ سے مختلف مشاہیر کی طرف سے کیے گئے اضافوں کا حصہ تھے۔ اس طرح انھوں نے اس عنوان کے تحت بہت سے اصحاب سے اس موضوع پر نادر و نایاب تواریخ کے حوالہ سے معلومات حاصل کیں۔
۲۰۔ دکنیات پر تحقیقی کام کا آغاز کرنے والوں میں گارسان دتاسی، شمس اللہ قادری مولوی عبدالجبار ملکاپوری کو اولیت حاصل ہے۔ ان محققین کی محنت اور کاوش سے دکنی شہ پاروں کی دریافت کا سلسلہ باقاعدہ صورت اختیار کر گیا اور بہت سے محققین مولوی عبدالحق، محی الدین قادری زور، نصیر الدین ہاشمی، سیّد محمد، سیّدہ جعفر، اکبر الدین صدیقی، حفیظ قتیل، حسینی شاہد، ڈاکٹر مسعود، حسین خان، ڈاکٹر نذیر احمد، محمد علی اثر، رقیہ سلطانہ، ڈاکٹر نور السعید اختر وغیرہ نے قدیم دواوین، مثنویوں کو اپنے پُرمغز مقدمات کے ساتھ شائع کر کے دکنی ادب کی روایت کو نہ صرف زندہ کیا بلکہ دکنیات کے مطالعہ و تحقیق کے حوالہ سے ذوق و شوق کو عام کیا۔
۲۱۔ ''فارسی کی تاریخ'' کے عنوان سے اورینٹل کالج میگزین میں ایک سلسلہ مضامین شروع کیا گیا جس میں مختلف محققین و ماہرین نے اس سلسلہ کو آگے بڑھانے کے لیے اپنے مضامین کی صورت میں حصہ ڈالا۔ حکیم شمس اللہ قادری کا یہ مضمون اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

کتابیات

۱۔ احمد علی، میر، ''حکیم شمس اللہ قادری''، حیدرآباد، لطف الدولہ اورینٹل ری سرچ انسٹی ٹیوٹ، ۱۹۷۰ء۔
۲۔ غلام یزدانی، ''سررشتہ آثارِ قدیمہ کا قیام اور ترقی''، حیدرآباد دکن، ۱۳۴۵ف۔
۳۔ فیاض محمود، سیّد، (مدیر) تاریخِ ادبیاتِ مسلمانانِ پاکستان و ہند، جلد پنجم، لاہور، پنجاب یونیورسٹی لاہور، فروری، ۱۹۷۲ء۔

رسالہ

۱۔ ''نقوش''، لاہور، شخصیات نمبر، ۱۹۵۵ء۔

O <------ > O